بسم اللہ الرحمن الرحیم

مفتی محمد مکرم محی الدین حسامی قاسمی

استاذ دار العلوم حیدرآباد

باہتمام

محترم جناب محمد حبیب الدین صاحب

(سابق لکچرر جامعۃ الملک عبد العزیز جدہ۔ حال مقیم امریکہ)

نام کتاب : وضاحت مسئلہ رفع یدین

مؤلف : مفتی محمد مکرم محی الدین حسامی قاسمی

استاذ دار العلوم حیدرآباد

فون نمبر : 9704095041

باہتمام : جناب محمد حبیب الدین صاحب

سابق لکچرر جامعۃ الملک عبدالعزیز جدہ

سن اشاعت : ۱۴۳۴ھ م ۲۰۱۳ء

تعداد صفحات : ۲۱

تعداد اشاعت : ۱۰۰۰

کمپیوٹر کمپوزنگ : حافظ محمد عبدالمقتدر عمران

ملنے کے پتے

۱۔ ہدی بک ڈسٹری بیوٹرس پرانی حویلی حیدرآباد فون: 040-24514892

۲۔ جامعہ اسلامیہ دار العلوم حیدرآباد جامعہ نگر شیورام پلی فون: 040-24016479

۳۔ محمد مکرم محی الدین مغلپورہ فون: 9704095041

فہرست مضامین

محترم جناب حبیب الدین صاحب (مقیم امریکہ) ایک علمی ذوق رکھنے والی شخصیت ہے، عبادات سے متعلق فقہی مسائل و دلائل پر وہ اچھی نظر رکھتے ہیں،

اور اس معاملہ میں سلیم الفکر طبیعت کے حامل ہیں، اکابر علماء کی تحقیقات جو اردو زباں میں موجود ہیں، ان سے خوب استفادہ کرتے ہیں، موصوف نے اپنے مقامی ماحول اور موجودہ فکری لہر کا اندازہ کرتے ہوئے مسئلہ رفع الیدین سے متعلق اردو کتابوں سے مواد اکٹھا کیا تھا، جس میں دلائل کے ساتھ ساتھ موجودہ نفسیات کا بھی لحاظ رکھا گیا تھا، یہ موضوع اگرچہ کوئی نیا نہیں تھا مگر اس کی پیش کش ایک خاص انداز سے کی گئی تھی، بندہ نے اس مواد کو سامنے رکھتے ہوئے بہت سارے مفید اضافے کئے، زبان و بیان کو تبدیل کیا اور ترتیب و تالیف کا کام کیا، عربی کتابوں سے حوالہ جات اکٹھا کئے، اس طرح یہ رسالہ اس موضوع پر قابل استفادہ ہوگیا، احقر کے لئے یہ بات باعث سعادت واطمینان ہے کہ اس رسالہ پر معروف علمی و دینی شخصیت فقیہ العصر حضرت الاستاذ مولانا مفتی محمد جمال الدین صاحب قاسمی مدظلہم نے نظر ثانی فرمائی اور چند چیزوں کی جانب نشاندہی فرمائی، الحمد للہ حتی الوسع ان کو درست کرنے کی سعی کی گئی، اللہ تعالی سے دعاء ہے کہ وہ اپنی بارگاہ میں اس رسالہ کو قبول فرمائے اور اس کے ذریعہ غلط فہمیوں کا ازالہ فرمائے اور بندہ اور اس کے جملہ بزرگوں اور جناب حبیب الدین صاحب کے حق میں ذخیرہ آخرت بنائے! آمین

فقط والسلام

مفتی محمد مکرم محی الدین حسامی قاسمی

۱۹/ذی الحجہ ۱۴۳۴ھ

۲۴/اکتوبر ۲۰۱۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد:

مسئلہ رفع یدین یعنی نماز میں رکوع وسجدہ میں جاتے ہوئے دونوں ہاتھ کا اٹھانا، موجودہ ماحول میں دینی وعلمی؛ بلکہ عوامی حلقوں کا بھی ایک جانا پہچانا مسئلہ ہے، بعض گوشوں سے اس میں ضرورت سے زیادہ شدت ہوتی جارہی ہے، حالانکہ یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جس پر نماز کا صحیح ہونا موقوف ہو۔

رفع یدین سے متعلق دو اہم بحثیں

رفع یدین کے بارے میں عموماً دوطرح کی بحث وتحقیق کی جاتی ہے:

ا۔نماز میں ہاتھ کو کہاں تک اٹھایا جائے، کانوں تک یا کندھوں تک؟

زیرنظر رسالہ میں اس پر گفتگو نہیں کی گئی ہے: کیوں کہ یہ کوئی شدید اختلافی مسئلہ نہیں ہے؛ بلکہ علامہ نووی شافعیؒ اور محقق ابن ہمام حنفیؒ کا خیال اس سلسلہ میں یہ ہے کہ یہ محض تعبیر اور انداز بیان کا اختلاف ہے، واقعہ یہ ہے کہ ہاتھ اس طرح اٹھانے چاہئے کہ پہنچے یا ہتھیلیاں، کندھوں کے برابر میں ہوں اور انگوٹھے کانوں کی لو کے مقابل میں ہوں، اس لحاظ سے یہ کہنا بھی صحیح ہے کہ ہاتھ کندھوں تک اٹھائے گئے جیسا کہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے اور یہ کہنا بھی صحیح ہے کہ ہاتھ کانوں تک اٹھائے گئے جیسا کہ بعض احادیث میں مذکور ہے۔ (ابو داؤد: باب رفع الیدین فی الصلاۃ: ۷۲۴. نووی شرح مسلم ۲/۱۱۹. باب استحباب رفع الیدین حذو المنکبین. فتح القدیر ۱/۲۸۲ باب صفۃ الصلاۃ)

۲۔نماز میں ہاتھوں کو کب کب اٹھایا جائے؟

تکبیر تحریمہ کے موقع پر رفع یدین تو ایک اتفاقی مسئلہ ہے تقریبا پچاس صحابہ سے اس سلسلہ کی روایات ثابت ہیں۔ (طرح التثریب فی شرح التقریب ۲/۲۵۴. باب رفع الیدین)

تکبیر تحریمہ کے علاوہ رکوع میں جاتے، رکوع سے اٹھتے اور دیگر اوقات میں بھی آیا رفع یدین کرنا چاہئے یا نہیں؟ یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے اور دورِ صحابہ ہی سے اس میں اختلاف چلا آرہا ہے۔

رفع یدین کی فقہی حیثیت

آغاز بحث سے پہلے یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ رفع یدین کوئی ایسا عمل نہیں ہے جو نماز کے ارکان وفرائض میں سے کوئی رکن یا فرض ہو، علامہ نووی شافعیؒ نے صاف کہہ دیا ہے کہ یہ سنت اور مستحب درجہ کا عمل ہے، جس کے ترک کرنے سے سجدۂ سہو بھی واجب نہیں ہوتا۔ (المجموع شرح المهذب : مسائل منثورة تتعلق بالرفع ۳/ ۳۰۹) اس کے باوجود اس کو سنت متواترہ قرار دینا اور اس کے نہ کرنے والوں کی نماز کو ناقص ٹھرانا کس قدر جرأت وجسارت کی بات ہے!

ہم احناف رفع یدین کے قائل نہیں ہیں، مگر اس کے کرنے والوں کے خلاف بھی نہیں، رفع یدین کرنا اور نہ کرنا دونوں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، فرق اتنا ہے کہ احناف رفع یدین نہ کرنے کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل سمجھتے ہیں اور دیگر حضرات کا خیال یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ دو تین جگہ اور، رفع یدین ہے، دلائل ہر دو کے پاس ہیں، ضرورت ایک دوسرے کو برداشت کرنے اور علمی وسعت ظرفی کے مظاہرہ کرنے کی ہے،

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ رفع یدین نہ کرنے کے ناقل ہیں، امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ نے اس کو لیا ہے، اس کے برخلاف حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے بعض روایات میں رفع یدین کرنا منقول ہے، امام شافعیؒ وغیرہ نے اس کو اختیار کیا ہے، اب کیا یہ تصور ہو سکتا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی نماز کو غلط قرار دیں یا امام شافعیؒ امام ابو حنیفہؒ کے موقف کو باطل ٹھرائیں، امام شافعیؒ تو امام مالکؒ کے براہِ راست شاگرد ہیں اور امام محمدؒ سے بھی۔ جو امام ابو حنیفہؒ کے نامور شاگرد ہیں۔ انہوں نے کسب فیض کیا ہے، امام ابو حنیفہؒ کو وہ فقہ کے میدان میں نہ صرف پیشوا؛ بلکہ تمام علماء کو اس میدان میں امام صاحب کا محتاج سمجھتے ہیں۔ (تذكرة الحفاظ ۱/ ۶۸ ا تذكره ابو حنيفة الامام الاعظم)

دنیا میں فقہ اور احکام شرع انہی نامور ائمہ کے ذریعہ پھیلے، جس خطہ کے لوگوں کے پاس، جس امام کے

واسطہ سے فقہ وشریعت پہنچی، وہی طریقے وہاں پر رائج ہو گئے، مثال کے طور پر مصر وخراسان (انڈونیشیا) میں شافعی علماء کرام کی کثرت تھی، اس لئے فقہ شافعیؒ وہاں رائج ہو گیا، (**تاریخ ابن خلدون الفصل السابع فی علم الفقہ ۱/۵۶۷**) افریقہ اور بلادِ مغرب میں مالکی فقہ کو قبول عام حاصل ہوا، (**تاریخ ابن خلدون ۱/۵۶۸-۵۶۹**) برصغیر ہندو پاک اور روس وترکی کے علاقوں میں فقہ حنفی کو اختیار کیا گیا، ان ممالک میں نماز کے طریقے بھی انہی مکاتب فقہ کے مطابق جاری ہو گئے۔

ایسے ماحول میں کوئی حنفی، انڈونیشیا یا افریقہ کے ممالک میں فقہ حنفی کی تبلیغ کرے اور فقہ شافعی، ومالکی کی تردید کرنا شروع کردے تو کیا اسے دین کی خدمت کہا جائے گا یا یہ حرکت، شرارت وفساد کہلائے گی؟ بالکل اسی طرح اگر کوئی شافعی یا مالکی ان علاقوں میں جہاں فقہ حنفی کا سکہ چلتا ہے، یہ ڈھنڈورا پیٹنے لگے کہ فقہ حنفی، ایک باطل مکتب فکر کا نام ہے اور حنفیوں کی نماز خلاف سنت وخلاف شریعت ہے، آیا ایسے ناعاقبت اندیش اور حکمت سے محروم شخص کو ایک سمجھدار انسان بھی کہا جاسکتا ہے؟

رفع یدین نہ کرنے کے دلائل

ترک رفع یدین کے راوی عبداللہ بن مسعودؓ کا علمی مقام

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ نہایت قریبی اور ہمہ وقتی خادم تھے، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین بردار کے لقب سے معروف تھے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تکیہ اور مسواک پیش فرمانے کی خدمت انجام دیا کرتے تھے۔(**الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ ۴/۲۰۰ تذکرہ عبد اللہ بن مسعودؓ**) سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے تعلق سے ارشاد فرمایا: میں نے اپنی امت کے لئے وہ پسند کیا جسے عبداللہ بن مسعودؓ نے پسند کیا ہے اور میں نے اپنی امت کے لئے وہ بات ناپسند کی جسے عبداللہ بن مسعودؓ نے ناپسند کی ہے۔(**مجمع الزوائد ۹/۲۹۰ باب ما جاء فی عبد اللہ بن مسعودؓ**)

حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ عبداللہ بن مسعودؓ علم سے بھرا ہوا برتن ہے۔(**حلیۃ الاولیاء ۱/۲۹ اتذکرہ عبد اللہ بن مسعودؓ**)

حضرت حذیفہؓ کا فرمان ہے: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ: عادات واطوار واخلاق میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔ (طبقات ابن سعد عبد الله بن مسعودؓ ۳/۱۱۴)

پہلی حدیث: یہ عظیم الشان صحابی رسول اپنے شاگردوں سے کہتے ہیں: کیا میں تم لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح نماز پڑھاؤں؟ یہ کہہ کر نماز پڑھائی اور صرف پہلی بار (آغاز نماز میں) رفع یدین کیا۔ (ترمذی: باب ماجاء ان النبی صلی الله علیه وسلم لم یرفع الا فی اول مرة: ۲۵۷۔ امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو حسن اور علامہ ناصرالدین البانی نے صحیح قرار دیا ہے)

دوسری حدیث: حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آغاز نماز کے لئے تکبیر کہتے تو ہاتھ اٹھاتے پھر دوبارہ ہاتھ نہیں اٹھاتے۔ (ابو داؤد: باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع: ۷۵)

علامہ ظفر احمد عثمانیؒ نے علامہ ابن الترکمانیؒ اور دیگر ماہرین اسماء الرجال کے حوالوں سے اس کی سند پر عالمانہ بحث کر کے اسے حسن قرار دیا ہے۔ (اعلاء السنن ۳/۸۵ باب ترک رفع الیدین فی غیر الافتتاح. الجوهر النقی: باب من لم یذکر الرفع الا عند الافتتاح)

تیسری حدیث: حضرت علقمہؒ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نقل کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ وعمرؓ کے ساتھ نماز پڑھی، یہ حضرات صرف آغاز نماز میں رفع یدین کیا کرتے تھے (السنن الکبری للبیهقی: باب من لم یذکر الرفع الا عند الافتتاح: ۲۲۳۶. مسند ابو یعلی مسند عبد الله بن مسعودؓ: ۵۰۳۹) اس کی سند میں محمد بن جابر ہیں جس کو امام دارقطنیؒ نے ضعیف قرار دیا ہے مگر اسحاق بن ابی اسرائیل (جن کو امام دارقطنی نے ثقہ تسلیم کیا ہے میزان الاعتدال: اسحاق بن ابراهیم ۱/۱۸۲) نے محمد بن جابر کو بہت سے ثقہ اور ان سے اعلی درجہ کے محدثین پر فوقیت دی ہے، پھر کبار محدثین مثلاً ایوب، ابن عون، هشام بن حسان، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، شعبہ وغیرہ ان سے روایت کرتے ہیں، اگر محمد بن جابر ضعیف درجہ کے راوی ہوتے تو یہ نامور ائمہ جرح وتعدیل ان سے روایت نہ کرتے، معلوم ہوا کہ یہ حدیث جید ہے۔ (الجوهر النقی: باب من لم یذکر الرفع الا عند

الافتتاح ۲/۷۸)

چوتھی حدیث: حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: (شریعت میں) رفع یدین سات مقامات میں ہے:

۱۔ نماز شروع کرتے وقت ۲۔ بیت للہ کے استقبال کے موقع پر ۳۔ صفا پر ۴۔ مروہ پر ۵۔ عرفہ میں ۶۔ مزدلفہ میں ۷۔ جمرۂ اولی ووسطی کے پاس۔ (المعجم الکبیر : مقسم عن ابن عباسؓ : ۱۲۰۷۲ طحاوی : باب رفع الیدین عند رؤیۃ البیت : ۳۸۲۱) علامہ عینیؒ نے اس حدیث کو مقبول قرار دیا ہے۔ (شرح ابی داؤد للعینی ۳/۲۹۹ باب فی رفع الیدین)

قابل غور بات اس حدیث میں یہ ہے کہ سات مقامات میں تکبیر تحریمہ کے وقت تو رفع یدین کا تذکرہ موجود ہے لیکن رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کا کوئی ذکر نہیں۔

پانچویں حدیث: امام بخاری کے استاذ حضرت حمیدی، امام زہری سے اور زہری سالم بن عبداللہ سے اور وہ اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے تو مونڈھوں تک اپنے ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع میں جانا چاہتے اور رکوع کے بعد سر اٹھاتے تو رفع یدین نہ کرتے اور نہ سجدوں کے درمیان رفع یدین کرتے۔ (مسند حمیدی : ۶۱۴ مسند عبد الله بن عمرؓ) حمیدیؒ تو استاذ بخاری ہیں، ان کی سند سے بخاری میں بے شمار روایات ہیں حمیدی سے اوپر والی پوری سند محدثین کے یہاں صحیح ترین سند اور سنہری زنجیر کہلاتی ہے۔ (شرح نخبۃ الفکر للقاری ۱/۲۶۴ . الناشر دار الارقم .لبنان)

رفع یدین کی روایات اور ان پر بحث

رفع یدین کے قائلین کا سب سے بڑا استدلال حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت سے ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں کھڑے ہوتے تو کندھوں تک اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت رکوع کے لئے تکبیر کہتے اور جب رکوع سے اپنے سر کو اٹھاتے تو رفع یدین کیا کرتے تھے۔ (بخاری : باب رفع الیدین اذا کبر و اذا رکع: ۷۳۶)

جہاں تک اس حدیث کے ثبوت کا تعلق ہے ہم اس کے منکر نہیں، بلا شبہ یہ حدیث اعلیٰ درجہ کی صحیح اور اس کی سند سنہری زنجیر ہے، لیکن اس کے باوجود افضیلت کے قول کے لئے حنفیہ نے اس حدیث کو اس لئے ترجیح نہیں دی کہ رفع یدین کے مسئلہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایات اتنی متعارض ہیں کہ ان میں سے کسی ایک کو ترجیح دینا مشکل ہے۔

۱۔ بعض روایات میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے نماز پڑھی تو اپنی نماز میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ کہیں رفع یدین نہیں کیا۔ (طحاوی : باب التکبیر للرکوع: ۱۲۵۵)۔ یہ حدیث صحیح درجہ کی ہے۔ (البنایة ۲/۲۵۹ شرح ابی داؤد للعینی : باب فی رفع الیدین ۳/۳۰۵)

۲۔ بعض روایات میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے نقل کیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ کے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے۔ (موطا امام مالک : باب افتتاح الصلاة : ۱۲۸ - موطا کی تمام روایت صحیح ہیں۔ حجة الله البالغه ۱/ ۲۳۱. باب طبقات کتب الحدیث)

۳۔ بعض روایات میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا: میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں کھڑے ہوتے تو کندھوں تک اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے، رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری : باب رفع الیدین اذا کبر و اذا رکع: ۷۳۶)

۴۔ بعض روایات میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے تو تکبیر کہتے اور دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے، جب رکوع میں جاتے تو رفع یدین کرتے جب رکوع سے اٹھتے تو رفع یدین کرتے اور جب دوسری رکعت سے (قعدۂ اولیٰ سے) کھڑے ہوتے تو رفع یدین کرتے۔ (بخاری : باب رفع الیدین اذا قام من الرکعتین : ۷۳۹)

۵۔ بعض روایات میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں جاتے وقت بھی رفع یدین فرمایا کرتے تھے۔ (الاوسط للطبرانی اوسط : ۱۰۲ حدیث من اسمه احمد)۔ علامہ ہیثمی فرماتے ہیں: اس کی سند صحیح ہے۔ (مجمع الزوائد : باب رفع الیدین فی الصلاة : ۲۵۹۰)

۲۔امام طحاویؒ کی مشکل الآثار میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جھکتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے، رکوع، سجدہ، قیام اور سجدوں کے درمیان بھی رفع یدین کیا کرتے تھے اور اسے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل قرار دیتے تھے۔(شرح مشکل الآثار : ۱ ۵۸۳ باب بیان مشکل ما روی عن عبد اللہ بن عمر فی ھذا المعنی ای فی رفع الایدی فی التکبیر لافتتاح الصلاۃ و فیما سوی ذلک)

ان روایات کو ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے رفع یدین کے بارے میں چھ طریقے منقول ہیں، امام شافعیؒ نے ان روایات میں سے چوتھی روایت پر عمل کرتے ہوئے صرف ایک طریقے کو اختیار کیا ہے اور باقی کو چھوڑ دیا ہے، جبکہ دوسری روایات بھی قابل استدلال ہیں اور صحیح یا کم از کم حسن اسانید سے ثابت ہیں، لہذا اگر حنفیہ نے ان میں سے پہلی قسم کی روایت کو اختیار کرتے ہوئے کسی ایک طریقہ کو اپنایا ہے تو صرف انہی پر اعتراض کیوں؟ جبکہ حنفیہ کے پاس پہلی روایت کو اختیار کرنے کی معقول توجیہات اور موزوں دلائل موجود ہیں، جو درج ذیل ہیں،

رفع یدین کیوں نہیں کیا جائے؟

۱۔نماز کی تاریخ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے افعال حرکت سے سکون کی طرف منتقل ہوئے ہیں، پہلے نماز میں بات چیت کرنا، سلام کرنا، ادھر ادھر توجہ کرنا جائز تھا(آثار السنن ۱/۱۰۷-۲۷۳-۲۸۹) مگر بعد میں یہ ساری چیزیں ممنوع کردی گئیں، رفع یدین بھی حرکت والا عمل ہے، آہستہ آہستہ اس کو بھی ختم کردیا گیا اور سوائے تکبیر تحریمہ کے کہیں اس کو باقی نہیں رکھا گیا۔

۲۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رفع یدین کی روایت نقل کرنے والے صحابہ زیادہ تر کم سن ہیں، جیسے حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ یا وہ صحابہؓ ہیں جنھوں نے کبھی کبھار اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کو دیکھا جیسے حضرت وائل بن حجرؓ، جبکہ رفع یدین نہ کرنے والی روایات بڑی عمر اور اونچے درجہ کے صحابہ سے منقول ہیں، جیسے حضرت عبداللہ بن مسعود وغیرہ، ایسے ہی حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ اور باقی خلفاء راشدین میں سے کسی سے بھی رفع یدین کرنا منقول نہیں ہے۔(آثار السنن ۱/ ۱۵ ۲)علامہ عینیؒ فرماتے ہیں: صحابہ کرام میں

عشرہ مبشرہ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، جابر بن سمرہؓ، براء بن عازبؓ، ابوسعید خدریؓ وغیرہ تابعین وتبع تابعین میں حضرت علقمہؒ، اسودؒ شعبیؒ، ابراہیم نخعیؒ ابن ابی لیلیٰؒ، ابواسحاقؒ، خیثمہؒ، قیسؒ، ثوریؒ، مالکؒ، ابن القاسمؒ، عاصم بن کلیبؒ وغیرہ رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے۔ (**شرح ابی داؤد للعینی : باب فی رفع الیدین ۳/ ۳۰۳**) چنانچہ حضرت مغیرہؒ سے روایت ہے: میں نے حضرت ابراہیم نخعیؒ سے عرض کیا: حدیثِ وائل بن حجرؓ میں تو ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تکبیر تحریمہ اور رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرتے دیکھا ہے؟ حضرت ابراہیم نخعیؒ نے فرمایا: حضرت وائلؓ نے ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا ہوگا، جبکہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے پچاسیوں دفعہ، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مواقع پر رفع یدین نہ کرتے دیکھا ہے (**شرح معانی الآثار للطحاوی : باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود والرفع من الرکوع هل مع ذلک رفع ام لا : ۱۳۵۱**)

۳۔ اسلام کے دو اہم مراکز، مدینہ اور کوفہ کے رہنے والوں کا تعامل، رفع یدین نہ کرنے کا رہا ہے، (**التمهید لابن عبد البر الحدیث الرابع والعشرون ۹/ ۲۱۳ . نیل الفرقدین : ۲۲**)

امام مالکؒ جو امام دارالھجرۃ بھی کہلاتے ہیں: وہ فرماتے ہیں کہ میں کسی اہل علم کو نہیں جانتا جو پہلی رفع یدین کے بعد پھر رفع یدین کرتا ہو۔ (**المدونة الکبری: رفع الیدین فی الرکوع والاحرام ۱/ ۱۶۵**)

امام مالکؒ کا دور ۹۳ھ تا ۱۷۹ھ رہا ہے، علامہ ابن خلدونؒ نے تصریح کی ہے کہ امام مالکؒ کے یہاں تعامل اہل مدینہ بڑا اہم اصول ہے۔ (**تاریخ ابن خلدون : الفصل السابع فی علم الفقه ۱/ ۵۶۵**)

۴۔ فقہ کے چاروں ائمہ میں سے دو حضرات امام ابوحنیفہؒ و امام مالکؒ رفع یدین کے قائل نہیں، امام شافعیؒ و احمدؒ اس کے قائل ہیں، امام ابوحنیفہؒ و امام مالکؒ اساتذہ کے درجہ کے امام ہیں، جب انھوں نے یہ مسلک اختیار کیا تو ظاہر ہے، ان حضرات نے اکابر تبع تابعین کو دیکھ کر ہی یہ طریقہ اختیار کیا ہوگا اور اکابر تبع تابعین نے تابعین کی اور تابعین نے صحابہ کرام ہی کی نقل اتاری ہوگی۔

۵۔ امام ترمذیؒ (**المتوفی ۲۷۹ھ**) فرماتے ہیں: بہت سے اہل علم صحابہ کرام اور تابعین کا یہی (رفع یدین نہ کرنے کا) مذہب ہے، حضرت سفیان ثوریؒ اور اہل کوفہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ (ترمذی باب رفع الیدین

عندالرکوع:۲۵۷)

واضح رہے کہ کوفہ وہ مقدس شہر ہے جہاں تقریباً ڈیڑھ ہزار سے زائد صحابہ فروکش (مقیم) ہو گئے تھے،(الثقات للعجلی : باب فیمن نزل الکوفة وغیرھا من الصحابة ۲/۴۴۸)امام بخاریؒ نے بھی احادیث جمع کرنے کی غرض سے بارہا اس کا سفر کیا ہے(فتح الباری :نسبه و مولده و منشئه و مبدأطلبه للحدیث ۱/۴۷۸)ایسے شہر میں اجماعی طور پر رفع یدین متروک تھا۔

۲۔مکہ مکرمہ میں بھی رفع یدین اس وقت شروع ہوا جب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ ۶۴ھ میں خلیفہ بنے۔(تاریخ الاسلام للذھبی ۵/۲۳حوادث سنة اربع وستتین) کتب احادیث میں ہے کہ: جب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے خلیفہ بننے کے بعد نماز پڑھائی تو رفع یدین کیا، مکہ کے رہنے والے تابعی میمون مکی کو اس عمل کو دیکھ کر حیرت ہوئی یعنی یہ چیز ان کو نئی نظر آئی کہ اس سے پہلے تو رفع یدین نہیں ہوتا تھا، انہوں نے فوراً حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی خدمت میں پہنچ کر عرض کیا کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ایسی نماز پڑھائی جو میں نے کسی کو ایسی نماز پڑھتے نہیں دیکھا، حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ان کی حیرت کو ختم کرنے کے لئے فرمایا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا بھی کیا ہے۔(مسند احمد: ۲۳۰۸ ,مسند عبد الله بن العباس. ابو داؤد:باب افتتاح الصلاۃ : ۷۳۹)

اب اگر رفع یدین سنت متواترہ ہوتی تو مکہ میں رہنے والے تابعی میمون مکیؒ کو اس پر حیرت کیوں ہوتی، بظاہر اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ مکہ میں بھی رفع یدین متروک تھا، سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ کے دور خلافت میں اس کا پھر دوبارہ رواج ہوا اور چوں کہ امام شافعیؒ کا بچپن مکہ میں ہی گذرا اس لئے وہ بھی رفع یدین کرتے تھے۔

۷۔رفع یدین کرنے کی احادیث صرف فعلی ہیں، جبکہ رفع یدین نہ کرنے والی احادیث فعلی بھی ہیں اور قولی بھی ہیں، مثلاً حضرت براء بن عازبؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل منقول ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کیا کرتے تھے پھر دوبارہ کہیں رفع یدین نہ کرتے تھے(طحاوی :۱۳۴۷-۱۳۴۹ باب التکبیر للرکوع والتکبیر للسجود والرفع من الرکوع هل مع ذلک رفع أم لا ؟)اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول مروی ہے کہ سات مقامات کے علاوہ کہیں رفع یدین نہ کیا جانا چاہئے، ان سات مقامات میں تکبیر تحریمہ کے

موقعہ پر رفع یدین تو شامل ہے؛ مگر رکوع میں جاتے اور اٹھتے وقت رفع یدین کا تذکرہ نہیں ہے۔(شرح ابی داود للعینی : باب فی رفع الیدین :۲۹۹/۳)

۸۔ بہت ساری وہ احادیث جن میں نماز کی مکمل کیفیت کا بیان ہے؛ لیکن ان میں اس اختلافی رفع یدین کا تذکرہ موجود نہیں ہے، یہ احادیث حدیث کی کئی کتابوں میں آئی ہیں۔(بخاری : باب امر النبی الذی لایتم رکوعہ بالاعادۃ :۷۹۳بخاری : باب ایجاب التکبیر و افتتاح الصلاۃ : ۷۳۲ بخاری : باب المکث بین السجدتین : ۸۱۸ ابن ماجہ : باب اتمام الصلاۃ ۱۰۶۲)

مسئلہ رفع یدین اور اس نوع کے بعض مسائل سے متعلق چند مغالطے یا غلط فہمیاں

پہلا مغالطہ: بخاری کی روایات صحیح دیگر روایات ضعیف

۱۔ ایک مشہور اور عمومی مغالطہ یہاں یہ ہوتا ہے کہ رفع یدین سے متعلق احادیث صحیح بخاری میں موجود ہیں، جب کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ترک رفع یدین والی روایت بخاری میں نہیں؛ بلکہ ترمذی یا دیگر کتب احادیث میں ہے، اس سے یہ باور کرلیا جاتا ہے کہ رفع یدین والی روایات صحیح اور قابل عمل ہیں اور ترک رفع یدین والی روایات ضعیف اور نا قابل عمل ہیں،

معلوم ہونا چاہئے کہ یہ ایک خود ساختہ اصول ہے جو اس کے وضع کرنے والوں کی علمی سطح اور فن حدیث سے جہالت کی نمائندگی کرتا ہے، علم اصول حدیث کی چودہ سو سالہ تاریخ میں کہیں بھی اس کا نشان نہیں ملتا، بلکہ واقعہ یہ ہے کہ نہ ہی ساری صحیح احادیث بخاری میں جمع کردی گئی ہیں اور نہ یہ بات ہے کہ بخاری کے علاوہ دیگر کتب احادیث نا قابل اعتبار ہیں،

خود امام بخاریؒ کا فرمان ہے: میں نے اپنی اس کتاب میں صحیح احادیث ہی کی تخریج کی ہے اور جن صحیح احادیث کو میں نے اپنی کتاب میں نہیں لیا ہے وہ اس سے زیادہ ہیں۔(شروط الائمہ الخمسۃ للحازمی : ۸۱)ایک موقع پر ارشاد فرمایا: مجھے ایک لاکھ صحیح احادیث یاد ہیں۔(حوالۂ سابق)

امام مسلمؒ نے بھی اپنی صحیح میں ایک جگہ صاف کہہ دیا ہے کہ ایسی بات نہیں کہ میں نے ہر صحیح حدیث کو اپنی کتاب میں رکھ دیا ہے، البتہ اتنا ضرور ہے کہ میری کتاب کی ہر حدیث صحیح ہے۔(مسلم : باب التشھد

فی الصلاۃ: ۲۱۲)

بخاری ومسلم نے ساری صحیح احادیث کو کیوں نہیں لیا؟

امام بخاریؒ نے بعض صحیح احادیث کو لیا اور بعض کو نہیں لیا، اس کی ایک اہم وجہ یہ ہے کہ وہ صحیح احادیث جو کسی اور ذریعہ سے امت میں محفوظ ومروج ہوگئی ہیں، ان کو انہوں نے نہیں لیا، مثال کے طور پر جس طرح بخاری میں امام ابوحنیفہ کی سند سے کوئی روایت نہیں، اسی طرح امام مالک وشافعی واحمد کے ساتھ بھی امام بخاری کا کم وبیش یہی معاملہ ہے، شاید امام بخاری کے پیش نظر یہ ہو کہ ان ائمہ کے شاگردوں نے ان سے مروی احادیث کو عمدہ طریقہ پر محفوظ ومضبوط کردیا ہے، جامع المسانید میں رفع یدین نہ کرنے کی روایت حضرت امام ابوحنیفہ سے صحیح سند کے ساتھ ان کے شاگرد روایت کرتے ہیں، اوپر کے تمام راوی نہایت اعلی معیار کے ہیں، اس کے باوجود یہ حدیث امام بخاری نے نہیں لی؛ کیوں کہ یہ حدیث امام صاحبؒ کے شاگردوں کے ذریعہ امت میں محفوظ ومعمول ہوگئی تھی،

اس کا بھی امکان ہے کہ امام بخاری کے زمانے تک پہنچتے پہنچتے واسطے زیادہ ہوگئے ہوں اور کوئی بیچ کا راوی امام بخاریؒ کے معیار پر پورا نہ اترتا ہو، اس وجہ سے امام بخاری نے اس کو نہیں لیا ہو،

ویسے امام ابوحنیفہ کے مایہ ناز شاگردوں کے واسطہ سے تو بخاری میں روایات موجود ہیں، ثلاثیات بخاری (وہ روایات جن میں امام بخاری اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف تین واسطے ہیں) جو امام بخاری کے سرمایۂ فخروناز ہیں، ان کی کل تعداد بخاری میں ۲۲ ہے۔ (کشف الظنون ۱/ ۵۲۲) جن میں سے ۱۱ ثلاثیات امام ابوحنیفہ کے نامور شاگرد مکی بن ابراہیم کے واسطہ سے ہیں۔ (مقام ابی حنیفۃ ص: ۱۱۱)

چند ثلاثیات ابوعاصم النبیل کے واسطے سے ہیں، یہ بھی امام صاحب کے شاگرد ہیں۔ (اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ: ومن اصحاب ابی حنیفۃ علی بن مسھر ۱/ ۱۵۹)

بخاری میں ساری صحیح روایات موجود نہ ہونے کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ امام بخاری جس طرح محدث ہیں ایسے ہی مجتہد وفقیہ بھی ہیں، جن روایات کو انہوں نے اپنے اجتہاد اور فقہی ذوق کے مطابق پایا، اپنی کتاب میں اس کو لے لیا، باقی کو چھوڑ دیا، جس کی بناء پر ان کے بعض اجتہادات امام شافعی کے موافق ہوگئے اور بعض امام ابو

حنیفہ کے (مقدمہ فیض الباری ص:۵۸)

اس سے زیادہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ بخاری کی روایات امام بخاریؒ کے مسلک فقہی کے موافق ہیں، ظاہر ہے صرف اتنی بنیاد پر دیگر مسالک فقہیہ کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، جبکہ دیگر مسالک فقہیہ کے جو ائمہ ہیں، وہ فقہ کے میدان میں امام بخاریؒ سے کئی گنا آگے ہیں، حدیث کے میدان میں بھی ان ائمہ کا مقام ومرتبہ امام بخاریؒ سے کچھ کم نہیں،

ائمہ اربعہ اور علم حدیث

امام ابوحنیفہ کو ستر ہزار سے زائد احادیث یاد تھیں اور انھوں نے اپنی حدیث کی کتاب ''الآثار'' کا انتخاب چالیس ہزار احادیث سے کیا تھا۔(مناقب الامام ابی حنیفۃ للقاری مع الجواهر المضیة ۲/۴۷۴)

امام مالک کی موطا تمام تر ثلاثیات کا مجموعہ ہے اور اسے امام شافعیؒ نے کتاب اللہ کے بعد صحیح ترین کتاب قرار دیا۔(حجۃ اللہ البالغۃ ۱/۳۷۷)

امام شافعیؒ اتنے بڑے محدث تھے کہ امام نسائی کے استاذ حضرت ہلال بن العلا فرمایا کرتے تھے: محدثین تو امام شافعی کے حاجتمند ہیں (تاریخ دمشق ۲۸۵/۵۴) مسند شافعی جس میں امام شافعیؒ کی مرویات ہیں، اس میں تقریباً بارہ سو روایات موجود ہیں (حاشیہ تدریب الراوی ۱/۱۷۵) اور امام شافعی کی یہ کتاب متون حدیث کی اہم کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔(امام محمد بن ادریس الشافعی: حیات وخدمات:۴۳)

امام احمدؒ کی مسند احمد میں لگ بھگ چالیس ہزار احادیث موجود ہیں، حافظ ابن کثیرؒ کہتے ہیں: مسند احمد میں بہت ساری احادیث ایسی ہیں جو بخاری ومسلم کے ہم پلہ ہیں۔(ما تمس الیه الحاجة ص:۲۲)

تفصیل بالا سے ثابت ہوا کہ ''بخاری ومسلم کی احادیث صحیح، باقی ضعیف'' ایک ایسا من گھڑت اصول ہے جو شر پسندی: بلکہ انکار حدیث کا زینہ ہے، جس زمانے میں صحیح مسلم، لفظ صحیح کے ٹائٹل کے ساتھ منظر عام پر آئی تھی، اس وقت بعض بالغ نظر علماء نے اس فتنہ کو بھانپ لیا تھا اور اس معاملہ میں امام مسلم پر سخت عتاب کیا تھا: چنانچہ امام ابوزرعہ اور امام ابن وارہ کے بارے میں منقول ہے کہ ان حضرات نے امام مسلم سے فرمایا کہ: آپ نے

اپنی کتاب کا نام صحیح کیوں رکھا؟ یہ تو شر پسندوں کو انکار حدیث کی ڈھال فراہم کرنا ہوا، اب بے شمار احادیث کے بارے میں وہ صاف کہہ دیں گے کہ یہ ''صحیح'' میں نہیں ہیں، لہذا مردود ہیں! امام مسلمؒ نے معذرت کی کہ میں نے یہ کب کہا کہ صحیح مسلم کے ماسوا احادیث ضعیف ہیں (شروط الائمه للحازمی: ۸۴)

دوسرا مغالطہ

یہ خیال کیا جاتا ہے کہ کسی حدیث کا سنداً صحیح ہونا عمل کے لئے کافی ہے، یہ دیکھنے کی تکلیف نہیں کی جاتی کہ آیا اس حدیث کا حکم بھی برقرار ہے یا پھر وہ منسوخ ہوگئی ہے؟ آیا وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مستقل عمل بھی ہے یا پھر وقتی وحادثاتی عمل ہے؟ آیا اس حدیث پر امت کا تعامل بھی ہے یا نہیں؟ ظاہر ہے ان باتوں سے صرف نظر کر کے محض صحیح حدیث پر عمل کا جذبہ انسان کو کسی اور راستہ پر لے کر چلا جاتا ہے،

مثال کے طور پر: نماز میں بات چیت کا ثبوت صحاح کی روایات سے ہے، مگر اس کے بالمقابل دیگر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چیز منسوخ کردی گئی، اب اگر کوئی آدمی اس دوسری حدیث کو سامنے نہ رکھے اور نماز میں بات چیت کے عمل کو جاری سمجھے تو وہ ایک ایسے عمل کو کرنے والا ہوگا جواب اسلامی حکم نہیں رہا۔

کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کی روایت بخاری شریف میں موجود ہے، مگر یہ ایک اتفاقی وحادثاتی عمل ہے، بیٹھ کر پیشاب کرنے کی روایت بخاری میں موجود نہیں، حالانکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مستقل عمل اسی کے مطابق تھا، اب اگر کسی کو بخاری کا بخار چڑھ گیا ہوتو شاید وہ اس پر اصرار کرنے لگے کہ کھڑے ہوکر پیشاب کرنا چاہئے، ظاہر ہے یہ کوئی اسلامی تہذیب نہیں ہوسکتی۔

صحیح حدیث ہے کہ کوئی شرابی چوتھی بار شراب نوشی کا ارتکاب کرے تو اسے قتل کردو (ترمذی ابواب الحدود: ۲۶۷)

یہ روایت مسلم کی شرط پر ہے اور دس سے زائد صحابہ کرام سے مروی ہے۔ (قوت المغتذی ۱/۲۶۷) مگر اس پر امت کا تعامل نہیں، ایسے ہی مسلم شریف کی روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں رہ کر ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کسی خوف یا بارش کے عذر کے بغیر جمع فرمایا۔ (مسلم مع فتح الملهم: باب جواز الجمع بین الصلاتین فی السفر ۲/۲۶۵، ترمذی: باب ماجاء فی الجمع بین

الصلاتین ۱/۷۴)امام ترمذیؒ فرماتے ہیں،اس حدیث پر کسی فقیہ کا عمل نہیں (ترمذی : کتاب العلل ۲/۲۳۳)اس سے معلوم ہوا کہ تنہا حدیث کا صحیح ہو جانا کافی نہیں ؛ بلکہ ان سارے مباحث کو طئے کرنا ضروری ہے، بسا اوقات حدیث سنداً ضعیف ہوتی ہے،مگر امت کے تعامل کی بناء پر اسے قبول کرلیا جاتا ہے اور وہ شریعت کا ایک حکم ہو جاتا ہے،مثال کے طور پر یہ حدیث کہ: ''وارث کے لئے وصیت نہیں ہوتی ''امام شافعیؒ کی تصریح کے مطابق محدثین کے یہاں ثابت نہیں ،تاہم امت نے اس کو قبول کیا اور اسے میراث کا مستقل ضابطہ قرار دیا۔(فتح المغیث ص : ۱۲۰)ایسے ہی یہ روایت کہ:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت زینبؓ کو چھ سال کے وقفہ کے بعد ان کے سابقہ شوہر ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے پاس ، نیا نکاح کئے بغیر لوٹا دیا، یہ روایت سنداً صحیح ہے،تاہم قابل عمل نہیں ، جب کہ یہ روایت کہ ابوالعاص کے قبول اسلام کے بعد نئے نکاح کے ساتھ حضرت زینبؓ کو ان کی زوجیت میں دیا گیا تھا،سنداً پہلی حدیث کے مقابلہ میں کمزور ہے،مگر امت میں مقبول ہے اور اس کے مطابق مسئلہ شرعیہ بھی ہے۔(ابو داؤد مع البذل : ۲۹۸/۳)

رفع یدین کے معاملہ میں بھی دلائل شرعیہ اس بات کا اشارہ کرتے ہیں کہ ایک خاص زمانے تک کا عمل نبوی تھا،تا حیات اس کا معمول نہیں رہا،اخیر زمانے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین ترک فرما دیا تھا،خلفاء راشدین اور کبار صحابہ بھی رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے،ایسے میں یہ کہنا کہ رفع یدین والی حدیث بخاری میں ہے،علمی کمزوری کی بات ہے۔

تیسرا مغالطہ

بعض حضرات کا خیال یہ ہے کہ رفع یدین سنت متواترہ ہے،اس دعوی کی دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ امام بیہقیؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی سند سے یہ روایت نقل کی ہے کہ تکبیر تحریمہ کے موقع پر اور رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کرنا ،اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا وفات تک معمول رہا،

حالانکہ ائمہ محدثین کے نزدیک یہ حدیث انتہائی ضعیف ؛ بلکہ موضوع درجہ کی ہے۔(آثار السنن ۱/۲۰۱)

قابل غور بات یہ ہے کہ رفع یدین ایک فعل ہے جو نظر آتا ہے،ثناء و تسمیہ کی طرح کوئی ذکر و تسبیح نہیں کہ

جو دکھائی اور سنائی نہ دیتی ہو، دن رات میں صرف فرض رکعتیں سترہ ہوتی ہیں، ہر رکعت میں کم از کم دو دفعہ رفع یدین تسلیم کیا جائے تو یہ عمل کل ۳۴ بار ہو جائے گا اور مہینہ بھر کی نمازوں میں ایک ہزار سے زائد بار ہو جائے گا، ظاہر ہے رفع یدین اگر اتنی کثرت سے ہوا کرتا ہوتا تو احادیث میں بھی کثرت کے ساتھ اس کا تذکرہ ملتا اور رفع یدین کے قائلین کو ایک ضعیف یا موضوع حدیث کا سہارا لینے کی ضرورت نہ پڑتی۔

چوتھا مغالطہ

بعض کم علم حضرات عوام الناس کو اس طرح دھوکے میں ڈالتے ہیں کہ ''کان'' عربی گرامر کے لحاظ سے استمرار یعنی کسی کام کے جاری رہنے کے معنی میں آتا ہے، رفع یدین والی احادیث میں چونکہ ''کان یرفع یدیه'' (بخاری ۱/۱۰۲، مسلم ۱/۱۶۹) جیسے الفاظ آئے ہیں، اس لئے اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اپنی نماز میں رفع یدین فرمایا کرتے تھے،

یہ دلیل اس قدر کمزور قسم کی ہے کہ اس کو دلیل کا نام دینا بھی جہالت و بے وقوفی ہے، اگر ''کان'' ہر وقت استمرار کے لئے ہو تو پھر ان احادیث کا کیا مطلب ہوگا کہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جوتے پہن کر نماز پڑھا کرتے تھے۔ (مجمع الزوائد : ۲۲۵۲. کان یصلی فی نعلیه) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض ازواج مطہرات کا بوسہ لیا کرتے تھے (کان یقبل بعض نسائه) پھر نماز کی طرف چل پڑتے تھے اور وضو نہ کرتے تھے۔ (مجمع الزوائد : ۱۲۸۱) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم: اس جگہ نماز پڑھتے تھے جہاں حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما پیشاب کیا کرتے تھے، (مجمع الزوائد : ۱۹۳۲) واقعہ یہ ہے کہ ''کان'' عربی محاورات کے لحاظ سے استمرار کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ محض کسی واقعہ یا عمل یا بات کے اظہار کے لئے بھی آتا ہے۔

پانچواں مغالطہ

ایک تاثر ان حضرات کی طرف سے یہ دیا جاتا ہے کہ: احادیث کے باقاعدہ مجموعے چوں کہ دوسری صدی کے اواخر سے تیار ہوئے، اس لئے یہ عین ممکن ہے کہ وہ حضرات جو رفع یدین کے قائل نہیں ہیں، یعنی امام ابو حنیفہؒ وامام مالکؒ وغیرہ، ان تک وہ احادیث نہ پہنچی ہوں اور ان احادیث کا علم نہ ہونے کی بناء پر وہ ترک رفع یدین پر عامل رہے ہوں، اب جبکہ احادیث کی کتابیں ہمارے درمیان موجود ہیں، ان میں رفع یدین کی بہت

ساری روایات بھی موجود ہیں، اس لئے اب رفع یدین پر سب کو متفق ہو جانا چاہئے،

یہ مفروضہ اور یہ خیال بھی بے بنیاد اور بھولے پن کی بات ہے، احادیث کے ضبط وحفاظت کا کام پہلی صدی ہی سے؛ بلکہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ہی میں شروع ہو چکا تھا، (درس ترمذی ۱/۳۴تا ۴۹)

پھر امام اعظم ابوحنیفہؒ کے بارے میں یہ بات کیسے باور کی جاسکتی ہے کہ ان کو رفع یدین والی احادیث معلوم نہ تھی، حالانکہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا رفع یدین اور ترک رفع یدین کے مسئلہ میں فقیہ شام امام اوزاعیؒ کے ساتھ جو دلچسپ مناظرہ ہوا تھا، اس کی روداد تاریخ وفقہ کی کتابوں میں آج بھی قلمبند ہے۔ (المبسوط للسرخسی ۱/۱۴. مناقب للمکی ۱/۱۳۰. عقود الجواهر المنيفة فی ادلة الامام ابی حنيفة للسيد مرتضى الزبيدیؒ ۱/۲۰، ۲۱ اعلاء السنن : فوائد فی علوم الفقه : ۳۱۷)

اس خیال کی لغویت اس سے بھی عیاں ہوتی ہے کہ رفع یدین والی روایات؛ موطا امام مالک میں مذکور ہیں لیکن فقہ مالکی کی مرکزی شخصیت علامہ ابن القاسم کا بیان ہے کہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ کہیں اور رفع یدین کرنا امام مالکؒ کے نزدیک کمزور چیز ہے۔ (المدونة الكبرى : رفع اليدين فی الركوع والاحرام ۱/۱۶۵)

امام مالک اونچے درجہ کے تبع تابعین میں سے ہیں، ان کا تکبیر تحریمہ کے علاوہ دیگر مواقع پر رفع یدین کرنے کو ضعیف کہنا؛ اس بات پر دلیل ہے کہ رفع یدین، زمانہ تابعین میں متروک ہو چکا تھا اور یہ چیز رفع یدین والی روایات کے منسوخ ہونے کی ایک اہم علامت ہے۔ (اعلاء السنن : ترک رفع اليدين فی غير الافتتاح ۳/۷۷)

مؤلف کے بارے میں

نام	:	محمد مکرم محی الدین
ولدیت	:	محمد مظہر محی الدین صاحب
تاریخ ولادت	:	۲۲/جولائی ۱۹۸۱ء
جائے ولادت	:	حیدرآباد دکن
حفظ قرآن	:	۱۹۹۳ء تا ۱۹۹۵ء مدرسہ تحفیظ القرآن عالیہ مغلپورہ حیدرآباد
قرأت حفص	:	۱۹۹۶ء مدرسہ سراج العلوم ویلگوڑ
ابتدائی تعلیم	:	۱۹۹۶ء تا ۱۹۹۸ء مدرسہ تحفیظ القرآن عالیہ مغلپورہ حیدرآباد
عالمیت	:	۱۹۹۹ء تا ۲۰۰۱ء جامعہ اسلامیہ دارالعلوم حیدرآباد
فضیلت	:	۲۰۰۲ء دارالعلوم دیوبند
افتاء	:	۲۰۰۳ء جامعہ اسلامیہ دارالعلوم حیدرآباد
عصری تعلیم	:	بی.کام۔ ایم.اے (اردو)
تدریس	:	۲۰۰۵ء تا حال جامعہ اسلامیہ دارالعلوم حیدرآباد
خدمت افتاء	:	صفا شریعت ہیلپ لائین ودارالافتاء صفا بیت المال
تالیفات	:	مروجہ تقاریب نکاح: شریعت کی نظر میں
		عاملین اور محصلین زکوۃ: ایک تجزیہ
		طہارت ونماز کے مسائل (قرآن وحدیث کی روشنی میں)
		تخریج وتحقیق: اسوہ نبوی اور خاندانی تعلقات
		(از حضرت مولانا محمد موسیٰ خان ندوی مدظلہ العالی)
		ملک کے معروف اخبارات وجرائد میں مقالات ومضامین کی اشاعت